

## شعور اور لاشعور کا کھیل!

فرائد آسٹریا کا ایک کمال ڈاکٹر تھا۔ پہلا طبیب، جس نے انسانی دماغ کو بھر پور طریقے سے جاننے کی سائنس فلک کو شک کی۔ اور کسی حد تک کامیاب بھی ہوا۔ انسانی ذہن کی وسعتیں اتنی زیادہ اور مشکل ہیں کہ ان کو مکمل طور پر پرکھنا ناممکنات میں سے ہے۔ بھر بھی فرائد اپنے ڈاکٹروں میں سے ہے۔ جنہوں نے اس مشکل ترین کام کو سمجھنے کی جدوجہد کی۔ فرائد ویانہ میں پریکٹس کرتا تھا۔ نفسیاتی مسائل سے بوجھل مریض ہسپتال آتے رہتے تھے۔ فرائد جب اپنے طریقے سے انہیں ٹھیک کرنے کا کام شروع کرتا تھا۔ جو اُس وقت کے طبی مردوں اصولوں سے حد درجہ مختلف ہوتے تھے۔ اسے ہر دم تقید کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ ساتھی ڈاکٹر تو ایک طرف، پروفیسر اسے کئی بار ہسپتال سے نکال چکا تھا۔ مگر فرائد نے غور کرنے کی بات ہے کہ وہ کہتا کیا تھا۔ اس کے مطابق ہر انسان کے اندر مختلف اور متفاہ خصیات ہوتی ہیں۔ انسان کا شعور ہر ایک کے سامنے ہوتا ہے۔ اسی شعور کی بدولت وہ کسی بھی معاشرے میں ایک خاص رویہ کا حامل ہوتا ہے۔ اس کی سماجی پہچان، وہی شعوری خصیت ہوتی ہے۔ مگر یہ بھر پور طریقے سے صرف ایک دھوکہ یا فریب ہوتا ہے۔ انسان کی اصل خصیت، لاشعور سے جڑی ہوتی ہے۔ اس کا وہ برداشت، شعوری سطح سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ بلکہ اکثریت معاملات میں تو لاشعوری خصیت کا، شعوری رویہ سے الٹ تعلق ہوتا ہے۔ Hypnosis کا اصل موجود بھی فرائد ہی ہے۔ اس طریقے سے فرائد نے نفسیاتی اور ذہنی معاملات کی دنیا پلٹ ڈالی۔ فرائد کی تشخیص کی بنیاد، محرومیاں اور فطری تقاضوں پر غور کرنا تھا۔ مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آسٹر ونگریز یونیورسٹی کی ایک عظیم سلطنت تھی۔ اس کا بادشاہ حد درجہ کامیاب اور ذہن انسان تھا۔ ولی عہد بھی تمام رموز دربار اور حکومت سے آشنا تھا۔ دیکھنے میں شاہی خاندان کے تمام معاملات بالکل درست تھے۔ مگر فرائد ایک مریض کا Hypnosis کے ذریعے علاج کر رہا تھا۔ جس کے اندر دراصل دو خواتین تھیں۔ یعنی اسے Personality Split بھی کہہ سکتے ہیں۔ جو لڑکی، Hypnosis کے بعد سامنے آئی تھی۔ وہ حد درجہ متحرک تھی۔ اور خصیت کے اس پہلوکوئی نہیں جانتا تھا۔ Trans میں لڑکی نے بتایا کہ ولی عہد دراصل رات کو اپنی خواب گاہ میں ”کتے“ کا روپ دھار لیتا ہے۔ اسی جانور کی طرح چلنے شروع کر دیتا ہے۔ بولنے کی بجائے بھونتا ہے۔ فرائد کے لئے یہ معاملہ بالکل اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ کیونکہ اس کا تو دعویٰ ہی یہی تھا کہ انسان کی لاشعور سے برآمد ہونے والی خصیت ہی اس کی اصل شناخت ہوتی ہے۔ مگر اس مریض کے ایک اکنشاف نے فرائد کو ہلادیا۔ کہ ولی عہد دراصل بذات خود Hypnosis میں جا چکا ہے۔ اس ذہنی صورت حال میں اپنے والد، یعنی بادشاہ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ ولی عہد کے لاشعور کی کیفیت کو ایک ایسا دھہشت گردگروہ اپنے فائدے کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ جو بادشاہ کو ہی نہیں، سلطنت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال یہ ایک طویل سچی داستان ہے۔ ویسے ولی عہد اپنے والد کو قتل نہیں کر پاتا۔ مگر اس کے ساتھ ایک شدید ذہنی مسئلہ ہو چکا تھا۔ شعور اور لاشعور کے درمیان گم ہو چکا تھا۔ اسے مرتبے دم تک باندھ کر رکھا جاتا تھا۔

شعور، لاشعور، Hypnosis اور سائکو تھراپی کی ان گنت بلکہ لا تعداد مثالیں ہیں۔ اپنے ارڈر ڈاؤگوں کو غور سے دیکھیے۔ دیکھنے میں وہ ہر طور سے مثالی انسان نظر آئیں گے۔ مگر اصل خصیت اس کے الٹ ہوگی۔ جب کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں زیر تعلیم تھا۔ تو مجھے جس شعبے سے دیوانہ وار شغف تھا۔ وہ Psychiatry تھا۔ اس کا وارڈ میو ہسپتال کے تقریباً آخر میں تھا۔ اپنا تمام فارغ وقت وہاں گزارتا تھا۔ نفسیاتی امراض کو پڑھتا رہتا تھا۔ مریضوں کی میڈیکل کی ہسٹری لکھتا تھا اور اس پر گھنٹوں غور کرتا تھا۔ اگر میں سول سرونٹ نہ ہوتا تو Psychiatrist ہوتا۔ ویسے آج بھی میں شوق سے اسی مضمون کی ورق گردانی کرتا رہتا ہوں۔ اس دورانیہ میں مجھے اپنے سماج کے وہ وہ پہلو ممندن طور پر نظر آئے تھے جو میں تصور تک نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کے سامنے دو مریضوں کے لاشعوری معاملات رکھتا ہوں۔ ایک مریض کو بھوک حد درجہ جزیادہ لگتی تھی۔ دن میں متعدد بار کئی روٹیاں کھا جاتا تھا۔ اس کی خوارک دس بارہ بندوں کے برابر تھی۔ مگر اس کی بھوک ختم نہیں ہوتی تھی۔ اس مریض کی ذہنی ساخت جاننے کے لئے حد درجہ محنت کی۔ نتائج دیکھ کر کم از کم میراد مارگن ہو گیا۔ وہ شخص دراصل انسانی گوشت کھانے کا عادی تھا۔ قبرستان سے لاشیں چراکر گھر لے آتا تھا۔ اور پھر انہیں آہستہ آہستہ کھاتا رہتا تھا۔ اس کی بھوک ختم ہی مردہ انسانی گوشت سے ہوتی تھی۔ جب پروفیسر کو یہ بات بتائی تو وہ ششد رہ گیا۔ مگر میری تشخیص بالکل درست تھی۔ بہر حال اس کے آگے میں لکھنا نہیں چاہتا۔ بالکل اسی طرح ایک بچی وارڈ میں آئی۔ وہ ڈاکٹروں کو لو ہے کے برتوں سے پیٹنی تھی۔ کسی کو بھی اپنے مرض کی ہسٹری لکھوانے کے لئے تیار نہیں تھی۔ پروفیسر نے یہ کیس بطور طالب علم میرے حوالے کیا۔ جب بھی کیس ہسٹری کے لئے مریض کے پاس جاتا تھا۔ تو وہ گالیاں نکالتی تھی۔ کیس ہسٹری لینے میں ناکامی پر پروفیسر نے مجھے بہت ڈانٹا۔ بھاری بھاری گالیاں سنتے سننے میں بے مس ہو چکا تھا۔ خیر الگ دن آیا تو بیڈ خالی تھا۔ مریضہ غالب تھی۔ پروفیسر حد درجہ خفا ہوئے اور کہا کہ جو مرضی ہو جائے تو تم جاؤ اور مریضہ کا علاج شروع کروں۔ ریکارڈ سے گھر کا پتہ معلوم کیا۔ اندر وون شہر گھر تک پہنچ گیا۔ بیل دی۔ دروازہ کھلا تو وہی بچی تھی۔ مگر اب وہ بالکل ٹھیک معلوم ہو رہی تھی۔ اس کی والدہ بھی آگئی۔ ایسے لگا کہ میں غلط جگہ آ گیا ہوں۔ کیونکہ یہ بچی تو نہ برتن اٹھا اٹھا کر مار رہی تھی اور نہ ہی گالیاں بک رہی تھی۔ خیر ہم دو میڈیکل کے طالب علم تھے۔ اس بچی نے بڑے سکون سے اپنی ذہنی کیفیت بتائی۔ حقیقت یہ تھی کہ لڑکی سے اس کا نزدیکی ترین خونی رشتہ دار شخص بچپن سے زیادتی کر رہا تھا۔ تمام گھروں کے علم میں تھا۔ میرے لئے اس تشخیص کو تسلیم کرنا حد درجہ مشکل تھا۔ مگر حقیقت یہی تھی۔ چند ماہ بعد اس بچی نے لاہور کے مینٹل ہسپتال میں خود کشی کر لی۔ مرتبے وقت اس کی عمر صرف اور صرف چودہ برس تھی۔

لاشعوری وہ اصل منع ہے جہاں کسی بھی انسانی خصیت کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اور یہ ذہن کا دشوار ترین حصہ ہے۔ علمی ادارے یا میو ہسپتال سے نکل کر آج کی دنیا کی طرف آتا ہوں۔ گزارش کروں گا کہ اپنے ارڈر ڈاؤگوں میں سے کسی کو چون بیجھے۔ اگر آپ نے میڈیکل کی سائنسی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے اور آپ Psychoanalysis کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ تو یہ کام بیجھے۔ نتائج ہیروان کن ہوں گے۔ ان لوگوں کی اصل خصیت آپ کے سامنے موجود انسان سے بہت مختلف ہوگی۔ اچھی یا بُری کی بابت عرض نہیں کر رہا۔ لاشعور سے ابھر اہوا انسان فرشتہ بھی ہو سکتا ہے اور شیطان بھی۔ ذاتی طور پر ملک کے ہر اس بڑے عہدے دار سے مل چکا ہوں۔ جو صاحب اقتدار ہیں۔ ان کی حرکات کو غور سے دیکھ رہا ہوں اور اب بھی دیکھتا ہوں۔ ان کی باڑی لینگوں، آنکھوں کی movement، گفتگو کے دوران ہاتھوں کا استعمال اور چہرے پر تاثرات، سائنسی تدیری سے پرکھتا ہوں۔ اس میں آج اور ماضی کے مقتدر طبقہ کے چیزوں چیزوں شامل ہیں۔ نفسیاتی تجزیہ کے حساب سے ان کی لاشعوری خصیت لکھ کر اپنے پاس رکھ چکا ہوں۔ ایک بات بتاتا چلوں۔ ان طاقتو راشخاص کے لاشعوری حالات اور اندر ونی خصیات حد درجہ خوفناک ہیں۔ چند قائدین تو اس منقی طرز کی جسمانی عادتوں کے شکار ہیں۔ جن کو لکھنا مناسب نہیں ہے۔ کسی کے کردار کے متعلق عرض نہیں کر رہا۔ میں قطعاً کوئی نجومی نہیں ہوں۔ مگر جدید تعلیم نے بہر حال چند معاملات کو گھوٹ کر سامنے رکھ دیا ہے۔ جو کسی بھی ذہن کو پڑھنے میں مدد کرتی ہے۔ سب سے زیادہ تضادات ان مردا و عورتوں میں ہوتے ہیں، جو بچپن یا بعد میں حد درجہ تغیر سے گزرتے ہیں۔ یہ اقتدار کا اڑن کھٹولا بھی ہو سکتا ہے۔ دولت کا جھولا بھی ہو سکتا ہے۔ غربت بھی ہو سکتی ہے۔ یہ بے جوڑ ازدواجی زندگی بھی ہو سکتی ہے۔ اور گھر یو گھنی یاروں ٹوک بھی ہو سکتی ہے۔ عملی زندگی میں حد درجہ کامیابی کا شاخانہ بھی ہو سکتا ہے۔ ناکامی کی پاتاں کی بدولت بھی برپا ہو سکتی ہے۔ یہ اوائل عمر میں اپنے ماں باپ کے سلوک سے بھی مسلک ہو سکتی ہے اور بے جا جنسی تشدید کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال لاشعور سے جڑی ہوئی خصیت پر سائنسی طریقے سے غور کیجھے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کوئی فرشتے شیطان نظر آنے شروع ہو جائیں۔ یا کئی مسینہ شیطان، فرشتے سے بھی مقدس نکلیں۔ یاد رکھئے یہ سب کچھ شعور اور لاشعور کا کھیل ہے۔ حد درجہ خطرناک کھیل!